کیا ریاست نکاح کے لیے عمر کی حد مقرر کرنے کی مجاز ہے؟

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

قانون کی رو سے اٹھارہ سال سے پہلے نکاح نہیں ہوسکتا اور اب وفاقی شرعی عدالت نے بھی فیصلہ دیا ہے کہ ریاست بچوں کے نکاح کے لیے عمر کی حد مقرر کرسکتی ہے۔ اب شرعی عدالت کا شرعی فیصلہ آنے کے بعد علماء حضرات اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیا یہ فیصلہ قبول ہے؟

مستفتی: عثمان غوری، فیڈرل بی ایریا، کراچی

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

فیصلہ تو قرآن وسنت کا قبول ہے جن سے شریعت بنی ہے، اور پھر فقہِ اسلامی کا قبول ہے، جس سے شریعت پھیلی ہے۔ ان تینوں کا فیصلہ روزِ اول ہی سے یہ ہے کہ کم سن بچوں کا نکاح ہوسکتا ہے، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر جب چھ یا سات برس تھی تو ان کا نکاح اُن کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کردیا تھا اور جب ان کی عمر نو سال ہوئی تو رخصتی کردی تھی۔ (بخاری)

اور سورۂ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے اُن عورتوں/لڑکیوں کی عدت تین ماہ بیان فرمائی ہے جنہیں اَیّام نہ آتے ہوں، اور جنہیں اَیّام نہیں آتے وہ کسی بھی عمر کی عورت یا لڑکی ہوسکتی ہے، اور عدت تب ہی ہوسکتی ہے جب نکاح کے بعد شوہر کا انتقال ہوجائے یا نکاح اور رخصتی کے بعد طلاق ہوجائے۔

نیز چاروں فقہی مسالک کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ کم عمری کا نکاح جائز ہے۔

البتہ اتنی تفصیل ضرور ہے کہ نابالغ لڑکا یا لڑکی از خود نکاح کریں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، بلکہ

ان کا ولی جیسے باپ، دادا وغیرہ اُن کا نکاح کرسکتا ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں، بچوں کے نکاح سے متعلق تفصیلی مسائل اور دلائل کتبِ فقہ وفتاویٰ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اگر کوئی فیصلہ قرآن وسنت کے خلاف ہے تو پھر علماء کرام تو کجا ایک عام مسلمان بھی اُسے کیسے قبول کرسکتا ہے! پھر یہ فیصلہ خواہ مروّج قانون کا ہو یا وفاقی شرعی عدالت کا۔

پاکستان کے ہر مسلمان کو وفاقی شرعی عدالت سے یہی حسنِ ظن رکھنا چاہیے کہ وہ شریعت کے مطابق ہی فیصلہ صادر کرے گی، اگر وفاقی شرعی عدالت نے اسی طرح فیصلہ صادر کیا ہے جیسے بیان کیا گیا ہے تو اس مسئلے میں عدالت سے شرعاً سخت فروگزاشت ہوئی ہے۔

اب عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ میں اپیل کی جاسکتی ہے، بلکہ دستور کی رو سے ایک عام شہری بھی اس فیصلے کے خلاف درخواست دے کر اس کو موقوف کراسکتا ہے۔

ان سطور کی تحریر کے وقت تک مجھے عدالتی فیصلہ دست یاب نہیں ہوسکا ہے، اس لیے فیصلے کے مندرجات پر تفصیلی تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ جب دست یاب ہوجائے گا اور کوئی استفسار کرے گا تو ان شاء اللہ تفصیل سے اس پر تبصرہ اور اس کا شرعی حکم واضح کردیا جائے گا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد انعام الحق

کتبہ
سید سلیمان یوسف بنوری
رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

اوورسیز پاکستانی کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوانا

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

جو اوورسیز پاکستانی ہیں وہ اپنے پاسپورٹ پر باہر ملک سے گاڑی منگواسکتے ہیں، گورنمنٹ کی اس سلسلہ میں کچھ شرطیں بھی ہوتی ہیں، مثلاً:

۱:- اس شخص کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوائی جاسکتی ہے جس نے بینک کے ذریعہ سے پاکستان رقم بھیجی ہو۔

۲:- دو سال میں ایک ہی مرتبہ گاڑی منگواسکتا ہے، وغیرہ، وغیرہ۔

اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی گاڑی یہاں کی مقامی مارکیٹ سے سستی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے منگوانے والے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ اوورسیز پاکستانی جب یہاں پاکستان آتا ہے تو لوگ اس سے پاسپورٹ لے کر اس کے پاسپورٹ پر خود گاڑی منگوالیتے ہیں، اور اس کو پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے کچھ رقم دے دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ:

❶:- پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے اُسے رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

❷:- اگر نا جائز ہے تو کیا یوں ممکن ہے کہ اس اوورسیز پاکستانی سے پارٹنر شپ کرلیں؟

پارٹنر شپ کی صورت یہ ہوگی کہ ہم مل کر گاڑی خریدیں گے۔ نام، پاسپورٹ، اور بینک کے دستاویزات اس اوورسیز پاکستانی کے استعمال ہوں گے، گاڑی پسند کرنا، خریدنا، رقم ادا کرنا، گاڑی کو پورٹ سے چھڑوانا، گاڑی فروخت کرنا ہم کریں گے۔

شراکت ہماری یوں ہوگی کہ مثلاً: پانچ فیصد گاڑی کے اندر حصص اس اورسیز پاکستانی کے ہوں گے، اور باقی ہمارے ہوں گے، گاڑی آجانے کے بعد ہم اس اورسیز پاکستانی کے حصص خریدلیں گے، یا گاڑی کو مارکیٹ میں فروخت کردیں گے، اور اپنا اپنا نفع وصول کرلیں گے۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟ اگر یہ صورت بھی ناجائز ہے تو:

❸:- پھر جواز کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

مستفتی: حمزہ عالم زیب، طارق روڈ، کراچی

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

❶:- صرف پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے رقم کا لین دین ناجائز ہے۔ (النتف في الفتاوی، کتاب الإجارة، ص: ۵۵۹، ط: مؤسسة الرسالة، بیروت)

❷، ❸:- سوال میں ذکر کردہ شرکت درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہوگی:

ا:- کار ڈیلر اور پاسپورٹ ہولڈر دونوں پیسے ملا کر گاڑی خریدنے کا معاہدہ کریں، یا مشترکہ طور پر گاڑی خریدیں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو گاڑی خریدنے کا وکیل بنادے، یا یہ دونوں کسی تیسرے شخص کو وکیل بنادیں۔

۲:- دونوں گاڑی میں اپنے حصص طے کریں، (خواہ پہلے حصص متعین کریں، پھر قیمت کی ادائیگی کریں یا قیمت کی ادائیگی کے تناسب سے حصص متعین کریں)۔

۳:-دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک گاڑی خریدنے اور وصول کرنے کی محنت سرانجام دے یا ان کا کوئی وکیل یہ کام انجام دے۔

۴:-اگر گاڑی خریدتے وقت اس کی قیمت ادا نہیں کی تو خریدنے کے بعد دونوں اپنے اپنے حصص کے بقدر قیمت ادا کریں، یا کوئی ایک پوری قیمت ادا کرے اور پھر دوسرے سے اس کے حصے کے بقدر وصول کرلے، یا جتنی قیمت ادا کی گئی ہے، اسی کے تناسب سے شریک ہوجائیں۔

۵:-گاڑی قبضے میں آنے کے بعد ایک دوسرے کو یا مارکیٹ میں فروخت کردیں۔ (بدائع الصنائع، كتاب الشركة، أنواع الشركة، ج:٦، ص:٥٧-٥٦، ط:سعيد)

جواز کی یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ پاسپورٹ ہولڈر بذاتِ خود باہر ملک سے گاڑی خرید کر منگوائے، اور اگر گاڑی خریدنے کے پیسے نہ ہوں تو کارڈیلر سے اُدھار لے کر گاڑی خریدے، پھر پاسپورٹ کے استعمال کے بدلے جتنی رقم لینا چاہ رہا تھا، اُتنا نفع رکھ کر آگے فروخت کردے، یا کارڈیلر کو ہی فروخت کردے، البتہ کارڈیلر کے لیے قرض فراہم کرنے کی وجہ سے مارکیٹ ویلیو سے کم قیمت پر یہ گاڑی خریدنا جائز نہیں ہوگا۔

ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ پاسپورٹ ہولڈر' کارڈیلر، یا کسی بھی ایسے شخص جو اُس کے پاسپورٹ پر گاڑی منگوانا چاہ رہا ہو کو اپنی طرف سے گاڑی خریدنے کا وکیل بنادے، پھر وہی شخص اُس کے پاسپورٹ پر گاڑی خرید کر منگوائے، اور باہر ملک سے گاڑی منگوانے، پورٹ سے چھڑوانے کے سارے معاملات بھی خود سرانجام دے، جب گاڑی اُس کے قبضہ میں آجائے تو وہ گاڑی پاسپورٹ ہولڈر کے قبضے میں عملی طور پر دے دے، یوں پاسپورٹ ہولڈر اس گاڑی کا مالک ہوجائے گا، اور گاڑی کی قیمت اور دیگر اخراجات کے بقدر یہ اپنے وکیل کا مقروض ہوجائے گا، پھر عملی طور پر قبضہ کرنے کے بعد پاسپورٹ ہولڈر نے وہ گاڑی جتنی قیمت پر خریدی ہو اس پر کچھ نفع رکھ کر اسی شخص کو فروخت کردے، اور اپنا زائد نفع وصول کرلے۔ یاد رہے کہ اس صورت میں پہلے پاسپورٹ ہولڈر کا قبضہ ضروری ہوگا۔ (فتاوی شامی، كتاب البيوع، مطلب في ما يكون قبضًا للمبيع، ج:٤، ص:٥٦١)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	کتبہ
محمد انعام الحق	سید سلیمان یوسف بنوری

رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....